آپ کے خطوط

محترم آداب!

آپکا پالیکا سماچار اردو کوراقم مسلسل پڑھتا ہے اور اس میں اچھے مقالات شائع ہوتے ہیں جس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ اس پالیکا سماچار میں مئی- جون 2014ء کا شمارہ دیکھا اس کے لئے مندرجہ ذیل مراسلہ برائے اشاعت ارسال خدمت ہے:

مئی ، جون 2014 کے شمارہ میں ریسرچ اسکالر ابوہریرہ خان کی ''اردو میں خطوط نگاری پر روایت'' بے حد عمدہ اور قابل ستائش ہے لیکن اس مقالے میں ''بیگم حسرت موہانی اور ان کے خطوط'' مرتبہ عتیق صدیقی کو کس وجہ سے نظر انداز کر گئے ہیں ۔ محض صفیہ اختر اور رضیہ سجاد ظہیر کا تذکرہ کیا ہے میری رائے میں بیگم حسرت موہانی (نشاط النساء) کے خطوط بہترین ادب، سلیس اور سیاسی بھر پور منظر نامے پیش کرتے ہیں جن کو پہلے ''نقوش'' لاہور نے شائع کئے تھے۔

ڈاکٹر نفیس احمد صدیقی ، ایڈوکیٹ، سپریم کورٹ، چیمبر نمبر ۳۱۷، نیو بلاک، سپریم کورٹ، نئی دہلی-۱

از آسنسول

۲۷ نومبر ۲۰۱۴ء

محترم مدیر ''پالیکا سماچار'' آداب

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ عرض خدمت ہے کہ رسالہ دن بدن نکھرتا جا رہا ہے اور پابندی کے ساتھ مل رہا ہے۔ تمام مشمولات دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں اس کی عرق ریزی اور دماغ سوزی میں آپ حضرات کا بڑا دخل ہے۔ امید کرتا ہوں رسالہ دن بدن ترقی کرتا ہوا بام عروج پر پہنچ جائے گا۔

فقط وسلام

ناچیز ظفر علی ظفر

اردو دربار، رحمانیہ اسکول اسٹریٹ، آسنسول، (مغربی بنگال)

مدیرِ مکرم ''پالیکا سماچار'' آداب و نیاز!

امید کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔ تازہ شمارہ موصول ہوا۔ آپ کی ادارت نے پالیکا سماچار کو خوب سے خوب تر بنا دیا ہے۔ بیشتر تخلیقات لائقِ تحسین ہیں۔ سبھی حضرات کو دلی مبارکباد۔

نیازمند

نفیس انصاری

جوائنٹ سیکریٹری، بزم غزل

خیرآباد، سیتاپور

مکرمی تسلیم وخلوص

پالیکا سماچار کا شمارہ ۷-۸ ملا ہے۔ شکر گزار ہوں ۔ جب سے پالیکا شروع ہوا میرا تعلق اس سے قائم ہے جو بھی ممکن ہوا میں نے قلمی تعاون بھی دیا اور مشورہ بھی۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اب پالیکا کا روپ رنگ بہت کچھ بدل چکا ہے اس کی جامہ زیبی دیکھ کر جی خوش ہوا۔

اس سے قبل مجھے دو شمارے ملے تھے۔ میں نے چند تخلیقات بھی بھجوا دی تھیں لیکن ان کی اشاعت کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوا۔

ترتیب وتزئین کے ساتھ ادبی تخلیقات کے مواد و معیار پر توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ تخلیقات پر بھی توجہ دی جارہی ہے۔ میں افسانے، مضامین اور نظمیں لکھتا رہا ہوں لیکن میرے افسانے اور مضامین کے لئے پالیکا کے دامن میں جگہ نہیں۔ پھر بھی کوشش کروں گا کہ کوئی چھوٹا افسانہ بھجوا سکوں۔ دو غزلیں اور ایک نظم بھیج رہا ہوں اور بس۔

ایس-ایم-عباس

ایڈوکیٹ،

جون پور، (یو-پی-)

غزلیں

نفیسؔ انصاری

معجزہ اہل محبت یہ دکھا دیتے ہیں
کشتیاں خشک جزیروں پہ چلا دیتے ہیں

فاصلے دل کی خلش اور بڑھا دیتے ہیں
عشق میں ہجر میں صدمے بھی مزہ دیتے ہیں

جب بھی کمرے میں سیہ رات قدم رکھتی ہے
ہم تری یادوں کی قندیل جلادیتے ہیں

بیٹھ کر سب سے الگ آپ سے کیا بات کروں
سب ہماری ہی طرف کان لگا دیتے ہیں

ہر کوئی اپنے مقدر کا لکھا پاتا ہے
ورنہ اے دوست یہاں ہم کسے کیا دیتے ہیں

وقت کی دھول کہیں بیٹھ نہ جائے اس پر
میز سے ہم تری تصویر ہٹا دیتے ہیں

اب تو بچّے بھی پٹک دیتے ہیں جھنجھلا کے نفیسؔ
ہم جو مٹی کے کھلونے انہیں لا دیتے ہیں

کیا پامال اندھی ظلمتوں نے حسنِ امکاں کو
میں کیسے بھول سکتا ہوں درو دیوارِ زنداں کو

یقین و عزم لے کر ہم جو اترے بحرِ عالم میں
ہمارے سامنے جھکنا پڑا مغرور طوفاں کو

کسی کی بات پر اب تو یقیں کرنا بھی مشکل ہے
زباں دے کر بدلتے خوب دیکھا ہم نے انساں کو

مرا ہمدرد کوئی اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا
مری تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے مری ماں کو

تمہاری نبضِ ہستی میں حرارت رہ نہیں سکتی
اگر تم نے بجھا ڈالا ہمارے شعلۂ جاں کو

فقیرِ شہر نے یوں وضع داری ہم کو سکھلائی
کہ خود کھائے نہ کھائے وہ کھلا دیتا ہے مہماں کو

نفیس اشکِ ندامت حشر کے دن کام آئیں گے
مسلسل آنسوؤں سے دھو رہا ہوں فردِ عصیاں کو

جوائنٹ سکریٹری بزمِ غزل، خیرآباد، سیتاپور، یوپی موبائل:08423278014

اٹھارہ سال بعد

سید قطب الدین عالم "طلعت"

آج نشی کی شادی تھی انور نے جہاں تمام عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں کو مدعو کیا تھا وہیں راجہ صاحب کو بھی شرکت کی دعوت دی تھی انور خود ان سے ملنے گیا اور شرکت کیلئے مزید استدعا کی تھی۔ راجہ صاحب بارات آنے سے قبل ہی آ گئے اور نکاح سے لے کر رخصتی تک موجود رہے۔ نشی راجہ صاحب اور انور کے درمیان پھولوں سے سجی کار کی طرف بڑھ رہی تھی اور ساتھ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ نوشاہ تھا۔ رونے والی عورتوں کا قافلہ گھر کی دہلیز پر ہی رک گیا تھا۔ انور کی خشک آنکھوں میں ایک عجیب سی اداسی تھی اور راجہ صاحب کی آنکھیں اشک برسا رہی تھیں لوگ راجہ صاحب کی آنکھوں سے اشک بہتے دیکھ کر ہمدردی کے جذبات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے بارات رخصت ہوتے ہی راجہ صاحب نے انور سے اجازت چاہی لیکن انور انہیں چائے کیلئے روکتے ہوئے لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا اور بیٹھتے ہی بولا راجہ صاحب آپ چونکہ میرے ہم عمر ہیں اس لئے میں آپ سے بلا جھجک کچھ باتیں کرنا اور ساتھ ہی اپنے دل کا بار ہلکا کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں نشی کس کی بیٹی ہے؟ یہ آپ کی ہی بیٹی ہے۔

اس سے پہلے کہ راجہ صاحب کچھ بولیں انور نے کہنا شروع کیا "ہاں نشی آپ کی ہی بیٹی ہے سلمیٰ شادی کر کے میرے گھر آ گئی۔ میں رات گئے حجلۂ عروسی میں داخل ہوا اور ہاتھ بڑھا کر سلمیٰ کا گھونگھٹ الٹنے کا قصد کیا کہ وہ پیچھے ہٹتے ہوئی بولی کہ اسے ہاتھ نہ لگائیں وہ ابھی اس لائق نہیں۔ میں مزاق سمجھ کر ایک بار اور کوشش کرتے ہوئے پلنگ پر بیٹھ گیا لیکن مجھے تعجب ہوا جب سلمیٰ پلنگ سے اتر کر کھڑی ہوگئی اور گھونگھٹ الٹتے ہوئے بولی "انور صاحب میں واقعی آپ کے قابل نہیں میں نے کوئی پاپ نہیں کیا ہے لیکن پاک نہیں"۔

میں سکتے کے عالم میں اسے دیکھتا رہا اور وہ بولتی گئی۔ "راجہ صاحب کی بہن میری کلاس فیلو تھی میں اکثر اس کے گھر جاتی جب بھی جاتی راجہ صاحب کسی نہ کسی بہانے ہم لوگوں کے بیچ آ بیٹھتے ان کی نظر میرے سراپے کا معائنہ کرتی رہتی اور وہ مجھے عشق کی حد تک چاہنے لگے۔ ایک دن مجھ سے دبی زبان سے اس کا اظہار بھی کر دیا لیکن میں نے راجہ صاحب کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا۔ راجہ صاحب ہمیشہ تہذیب کے دائرے میں ہی رہے اور پھر میری شادی آپ سے طے ہوگئی۔ شادی سے سات دن قبل میں ان کی بہن کو کتابیں لوٹانے گئی تو گھر میں راجہ صاحب اکیلے تھے۔ کتاب رکھ کر لوٹ رہی تھی کہ راجہ صاحب نے مجھے پکارا اور میرے قریب آ گئے شیطان ایک انسان پر غالب ہوگیا۔ جب راجہ صاحب دوبارہ انسانیت کے جامے میں آئے پانی سر سے گزر چکا تھا"۔ میں آپ کو دھوکا دینا نہیں چاہتی کیا پتہ کل کا سورج کیا خبر لائے۔

وہ خاموش ہوگئی میں نے اس کے لئے پلنگ خالی چھوڑ دی اور آرام کرسی پر جا گرا۔ گئی رات تک سلمیٰ کی سسکیاں سنائی دیتی رہیں۔ میرا ذہن کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا میں نے سوچا اس میں سلمیٰ کا کیا قصور۔ اگر وہ چاہتی تو اس راز کو افشا نہیں بھی کر سکتی تھی۔ کچھ دن بعد ہی یہ ظاہر ہوگیا سلمیٰ حاملہ تھی نو ماہ بعد نشی کی پیدائش ہوئی اور پھر سترہ سالوں تک ہم ایک دوسرے کے دوست بنے رہے لوگوں کو کبھی یہ شک نہیں ہونے دیا کہ ہم میاں بیوی نہیں ہیں نشی کو ماں باپ کا پیار ملتا رہا۔

انور کے خاموش ہوتے ہی راجہ صاحب جن کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے بولے انور بھائی تم فرشتہ ہو اور میں بہت بڑا پاپی ہوں پاپ میں نے کیا اور سزا تم لوگ پا رہے ہو۔ سلمیٰ سے میں واقعی محبت کرتا تھا اس سے آج بھی عقیدت ہے اسکی شادی کے بعد ہی میں نے شادی کی اور اس پاپ کا پھل ہے آج تک کسی بچے کا پیار نہیں ملا۔ تم دونوں مجھے معاف کر دو تو شاید اوپر والا بھی بخش دے۔ لیکن اب بھگوان کے واسطے دونوں ایک بندھن میں بندھ جاؤ۔

میں جانتا ہوں کہ عقد کے وقت سلمیٰ حاملہ تھی اس لئے عقد نہیں ہوا اور اب کھلے عام عقد نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہم تینوں کسی ایسے مقام پر چلتے ہیں جہاں ہم کو کوئی جاننے والا نہیں ہو پھر تمہارا عقد سلمیٰ سے ہوجائے گا۔ تم سلمیٰ کو راضی کراؤ۔ انور سے حامی بھرا کر ہی راجہ صاحب نے ناشتہ کیا۔ اور اٹھارہ سال بعد سلمیٰ انور کے گلے سے لپٹی آنسو بہا رہی تھی نہ جانے یہ خوشی کے آنسو تھے یا ندامت کے۔

پمپ ہاؤس روڈ، گرونانک چوک، ٹوروا، بلاس پور-495004 (سی۔جی۔)

غزل

سید قطب الدین عالم 'طلعت'

شہر میں رہ کے آیا مگر جان تو گیا
رستہ وہ اپنے گاؤں کا پہچان تو گیا

وہ جا چکا تو مجھ کو بھی محسوس یہ ہوا
پالا تھا جس کو دل میں وہ ارمان تو گیا

اب مجھ پہ کیا گزرتی یہ کس کو ہے پتا
نادان دل تھا اس کا کہا مان تو گیا

اب راستوں کی سمت تکے جا رہے ہیں لوگ
چین و سکون لے کے وہ مہمان تو گیا

احسان طلعتؔ اس کا مجھ پہ یہ کم نہیں
وہ کرکے میرے درد کا سامان تو گیا

پمپ ہاؤس روڈ، گرونا نک چوک، ٹوروا، بلاس پور، ۴۹۵۰۰۴ (سی-جی-)

دراصل زیدی جمیلہ کو پسند کرتے تھے ۔ وہ ایک عورت ہوتے ہوئے بھی نڈر، جرّی اور بہادر سپاہی کی طرح دشمن سے مقابلے کیلئے آمادہ ہوجاتی تھی ۔

جمیلہ کو اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی بلکہ جان سے زیادہ اس کا وطن اور ملک عزیز تھا۔ ملک کے شہیدوں میں خود بھی شامل ہونا چاہتی تھی ۔ وہ خفیہ پولس کی کمانڈر تھی اور کمانڈو فورس سے کمانڈ کرنا وہ جانتی تھی ۔

'' زیدی صاحب ! میں عورت ہوں اور میرے بھی سینے میں دل ڈھڑکتا ہے اور جذبات بھی مچلتے ہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی خاموش نگاہیں میرے دل پر دستک ہیں اور میں بھی محسوس کرتی ہوں لیکن ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو صرف پسند کرکے رہ جاتے ہیں اظہار وفا کرنے کی جرأت نہ آپ کو ہے اور نہ ہی میری حیا اس بات کو ظاہر کرنا چاہتی ہے۔ ہم لوگ خاموش چنگاری کی طرح سلگ رہے ہیں ۔ یُو آر گریٹ زیدی صاحب !

شاید مقدر ہماری قربت پر کبھی مہربان ہوجائے تو ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت کو حاصل کرسکتے ہیں ......''

پھر جمیلہ ایکدم خاموش ہوگئی ......

'' جمیلہ ! واقعی تم عظیم عورت ہو۔ تمہاری عظمت کی مثال کچھ ہی عورتوں میں نظر آتی ہے ......''

'' بہت بہت شکریہ زیدی صاحب ! اب میں اپنی مہم پر جانے کی تیاری کررہی ہوں دعا کیجئے گا ......''

جمیلہ کا بے مثال حسن دیکھنے والوں کو دیوانہ بنادیتا ہے لیکن اس نے اپنے حسن کا کبھی مظاہرہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی غیر مرد کی جانب اشاروں وکنایوں کو کسی کو راغب کرنا چاہا۔ وہ ایک دوشیزہ تھی اور دوشیزگی کے لبادے میں محتاط زندگی گزارتی تھی ۔ بس وہ ایک ذات سے مرغوب تھی وہ صرف زیدی تھا۔ زیدی بھی عظمت کا ایک پیکر تھا۔ وہ بڑا ماہر صحافی تھا۔ اسکی رپورٹ صدفی صد سچ ہوتی تھی ۔ دوسرے دن جمیلہ کو وائرلیس سے ہدایت ملی کہ وہ اپنے کمانڈوز کو لے کر آگے بڑھے ۔ دہشت گرد اب سرحد کے راستے سے گزر رہے ہیں ۔ اس خفیہ اشاروں کو پانے کے بعد اس نے اپنے ماتحت فورس کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا بلکہ وہ خود اپنے نازک ہاتھوں میں اسٹین گن تھامے آگے کی طرف بڑھنے لگی ۔ حملہ آور کو اس بات کی بھنک مل چکی تھی وہ لوگ ہوشیاری سے آگے بڑھنے لگے۔ پھر اچانک دونوں طرف سے گولہ بارو کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہر طرف آگ اور دھویں کے سلسلے آسمان میں لپکنے لگے۔ چیخ وپکار کا بازار گرم ہوگیا تھا۔ جمیلہ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو گھیر لیا جائے اور یہ لوگ جوابی حملہ کریں تو انہیں زندہ بچ کر جانے نہ دیا جائے بلکہ وطن کے دشمنوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے ۔ ان لوگوں پر رحم کرنے کی ضرورت نہیں ۔ ہم ہندوستانی ہیں ہمیں اپنے ملک کے وقار کو زندہ رکھنا ہے ۔ غیر ملکی دہشت پسندوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینا ہی دانشمندی ہے اسی میں ہماری جیت ہے ۔ فورس کے کمانڈو نے جواب دیا...... ''او کے میڈم، آپکے حکم کی تعمیل ہوگی ......'' کئی گھنٹوں تک آگ اور دھویں کا سلسلہ چلتا رہا۔ وہاں کی فضا وحشت زدہ ہوگئی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر سمت ماحول پراسرار ہوگیا ہے ۔

دوسرے دن کرنل ملہوترہ نے جمیلہ کو طلب کیا۔ وہ ان کے سامنے حاضر ہوگئی ۔ جمیلہ پر نظر پڑتے ہی کرنل ملہوترہ گویا ہوئے ۔'' مبارک ہو یہ آپریشن سارجنٹ جمیلہ ! تم نے جو ایک کارنامہ انجام دے کر دیش کی جو خدمت کی ہے بے شک وہ قابل انعام ہے اور اب تمہیں کیپٹن کے عہدہ سے نوازا جارہا ہے ۔ میں تمہیں مبارکباد دے رہا ہوں ......''

'' تھینک یو سر ...... ! پھر بلا عزر جمیلہ سر جھکائے اپنے باس کو الوداع کہتی ہوئی آفس سے باہر آئی اور زیدی نے آج کے اخبار میں اس کی تصویر مع کارناموں کے چھاپ کر اسکی عظمت کو اور زیادہ بلند کر دیا تھا...... !

محلّہ برہمن ٹولی، پوسٹ ۔ سہرام، ضلع روہتاس، (بہار)۔821115

آپریشن

اقبال کلیمی سہرامی

''ہیلوسر، میں جمیلہ بول رہی ہوں......''

''ہیلوملہوترہ اسپیکنگ - کیا خبر ہے......''

''سر، مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ شرپسند ہماری سرحد تک پہونچ چکے ہیں......''

''پھر کیا پروگرام ہے......''

''سر، آپ میرے سینئر افسر ہیں آپ کو اطلاع پہونچانا ضروری تھا باقی اس مہم کا آپریشن اپنے محکمے کے ذریعہ انجام دینے کی کوشش کروں گی......''

''مگر وہ کتنی تعداد میں ہوں گے......''

''یہی کوئی بیس کے لگ بھگ......''

''یہ اطلاع تم کو کس نے بہم پہونچائی ہے۔''

''سر، ابھی میں اس بات کو ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتی چونکہ میرا خفیہ محکمہ فرض کو انجام دینے سے پہلے خاموش رہتا ہے......''

''لیکن وہ دہشت گرد کس طرح ہمارے ملک میں داخل ہوسکیں گے......''

''سر، اس سے قبل بھی وہ کئی سرحدوں سے داخل ہونے میں ناکام ہو چکے ہیں مگر اس مرتبہ دھشت گردوں نے آج ایک راستہ چنا ہے جہاں ایک دم ویران، پرانی حویلی کے کھنڈرات جہاں کوئی آبادی نہیں۔ اسی راستے کوئی سرنگ کے ذریعے ہمارے ملک میں داخل ہوکر دہشت گردی کا کوئی نیا کھیل انجام دینے والے ہیں۔'' جمیلہ خاموش ہوئی تو پھر ملہوترہ کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

''ہیلو جمیلہ- میں تمہارے حوصلے کی داد دیتا ہوں۔ واقعی تم سچی وطن پرست عورت ہو۔ مجھے امید ہے کہ تم اس کام کو بخیر وخوبی انجام دوگی......''

''مجھے آپکا آشیرواد چاہئے سر......''

''میں تمہاری کیا مدد کروں......''

''سر مجھے تقریباً 20 کمانڈر فورس کی ضرورت ہے جو ٹرینڈ اور اسلحوں سے لیس ہو......''

''ٹھیک ہے...... میں اپنی خفیہ ایجنسی سے ماہر لڑاکوؤں کو تمہاری سرپرستی میں بھیج رہا ہوں ان کی کمانڈ تم کو کرنا ہے اور مجھ سے گاہے بہ گاہے رابطہ قایم رکھنا ہے اور اس آپریشن کی کامیابی تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ ہم سب کے لئے فخر کی بات ہوگی......''

''ٹھیک ہے سر، آپ مجھ پر وشواش کریں......''

''ٹھیک ہے۔ او-کے- سر آگے جو حالات ہوں گے آپ تک پہونچاتی رہوں گی۔'' جمیلہ نے رابطے کا سلسلہ بند کردیا۔

پھر اس نے ناصر زیدی سے رابطہ قائم کیا۔ جو پریس رپورٹر ہیں۔

ہیلو زیدی صاحب! کیسے ہیں آپ؟''

''اوہ یہ تم ہو جمیلہ! میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو......؟

ٹھیک ہوں زیدی صاحب! مجھے آپ نے جو دہشت گردوں کے بارے میں خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ ہماری سرحد میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور اس بار یہ لوگ کئی بڑے شہروں کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں''

''ہاں بیشک یہ درست ہے۔ میں پہلے ہی ان عناصر پسندوں کے بارے میں بتا چکا ہوں اور اس مرتبہ وہ لوگ پوری طرح لیس ہوکر مقابلہ کرتے ہوئے سرحد پار کریں گے۔تم نے اپنے محکمے کو اطلاع کر دی ہے نا؟

میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟ پھر زیدی صاحب خاموش ہو گئے۔

غزلیں

ظفر علی ظفر

سیلاب تو مضبوط شجر کاٹ رہا ہے
آنسو ہے کہ ہیرے کا جگر کاٹ رہا ہے

ہیں دشت وجبل راہگذر میں ابھی لیکن
انساں ہے کہ آسان سفر کاٹ رہاہے

تعمیر کوئی تاج محل کرتا نہیں میں
پھر کون مِرا دست ہنر کاٹ رہا ہے

پھر جنگلوں میں رقص جنوں کون کرے گا
صیاد تو طاؤس کے پر کاٹ رہا ہے

رکھتا ہے پرندوں کی نظر سے وہ بچا کے
شاخوں پہ پکے ہیں جو شجر کاٹ رہا ہے

آرام مجھے اپنے مکاں میں ہے بہت پر
موجود نہیں ہے وہ تو گھر کاٹ رہا ہے

الزام بغاوت بھی نہیں سر پہ مگر کیوں
زنداں میں ظفؔر شام و سحر کاٹ رہا ہے

دل کے تاروں میں سریلی سی فضا ڈھونڈتے ہیں
آبشاروں میں ترنم کی صدا ڈھونڈتے ہیں

ہمکو ناراضگئی یار کا ہے علم کہاں
ہے شکایت تو چلو چل کے خطا ڈھونڈتے ہیں

کتنا معصوم ہے دل آج ہمارا یاروں
کاغزی پھولوں میں ہم بوئے و فا ڈھونڈتے ہیں

میرؔ و غالبؔ کا ہے انداز نہ سوؔدا کی طرز
اپنی غزلوں میں کوئی رنگ جدا ڈھونڈتے ہیں

اے خدا تجھ سے طلب کون ہمیں کر رہا ہے
شہر نازاں میں کوئی دست دعا ڈھونڈتے ہیں

جن کو مہلت ہی نہیں ملتی ملاقات کی آج
ماں کے آنچل میں وہ جنت کی ہوا ڈھونڈتے ہیں

اس کے ہی پاس ظفؔر درد جگر کا ہے علاج
ہوک اٹھتی ہے تو کیوں آپ دوا ڈھونڈتے ہیں

اردو دربار، رحمانیہ اسکول اسٹریٹ، آسنسول، مغربی بنگال۔713302

اک شوخ کرن شوخ مثالِ نگہ حور
آرام سے فارغ صفتِ جوہرِ سیماب
بولی کہ مجھے رخصتِ تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرہ جہاں تاب
چھوڑوں گی نہ میں ہند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب
خاور کی امیدوں کا یہی خاک ہے مرکز
اقباؔل کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب

اقباؔل کی حیات وخدمات اور شاعری کو دیکھتے ہوئے مشہور ماہرِ اقبالیات پروفیسر جگن ناتھ آزاؔد نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے اقباؔل کو ہندوستان کی بیداری اور عالمِ انسانیت کا شاعر قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''اقباؔل اس سورج کی طرح ہیں جو اگرچہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے مگر اپنی روشنی سے مشرق مغرب، شمال وجنوب اور افلاک وزمین ہر ایک کو منور کرتا ہے۔ اقبال کو کسی ایک فرقہ یا مذہب تک محدود کر دینا بہت بڑی بد دیانتی ہے۔ وہ مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور بودھوں سب کے شاعر ہیں۔ ہندوستان کی بیداری کے شاعر ہیں اوراسی کے ساتھ ساتھ پورے عالمِ انسانیت کے شاعر ہیں۔''

ایک دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ ''اقباؔل کی معنویت کل بھی تھی آج بھی ہے اور کل بھی باقی رہے گی۔''

۲۹۴، مولوی فیض اللہ مارگ، حریر پورہ، برہان پور، (ایم-پی)

اقوال زرّیں

۱۔ جاہل کے لئے خاموشی سے بہتر کچھ نہیں ہے وہ اگر اس ترکیب کو جان لے تو جاہل نہ رہے۔ (شیخ سعدیؒ)

۲۔ انسان کو چاہئے کہ اگر دیوار پر بھی نصیحت تحریر ہوئی ملے تو اس پر عمل کرے۔ (شیخ سعدیؒ)

۳۔ صبر میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے دھونے میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

۴۔ کم کھانا صحت، کم بولنا حکمت اور کم سونا عبادت میں داخل ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۵۔ حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں چاہے سارا زمانہ اس کے خلاف ہو جائے۔ (حضرت عائشہ صدیقہؓ)

۶۔ مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔ (حضرت علیؓ)

۷۔ آمدنی کے مطابق روپیہ خرچ کرو ایسا کرنے سے کبھی محتاج نہ ہوگے۔ (مامون رشید)

اس میں وطن کی محبت کے ساتھ ساتھ ہندوستانیوں کو بیدار کرنے اور اپنے بھولے ہوئے فرض کی طرف متوجہ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ساتھ ہی مستقبل کے ان خطرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے ہمیں اور ہمارے ملک کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔اقبالؔ آگے فرماتے ہیں:

رلاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں مجھکو — کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ سب فسانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے — تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے اے ہندوستاں والو! — تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اسی طرح اقبالؔ نے 'ترانۂ ہندی'، 'نیا شوالہ' اور 'نانک' کوشاعری کا جامہ پہنایا ہے۔اپنے دور کا کوئی واقعہ اور روش ایسی نہیں جس کی جھلک اقبالؔ کی شاعری میں نہ ملتی ہو۔ان کی شاعری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شروع سے آخر تک برابر ترقی کرتی رہی اور اس میں وسعت اور آفاقیت پیدا ہوتی گئی۔انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مختلف جہات سے اضافہ کیا۔زبان کو جس فنکارانہ انداز سے پیش کیا ہے اس کی مثال کم ہی ملے گی۔شاعری کی اس روایت سے نئے خیالات کے اظہار کی مختلف راہیں کھلیں۔نئی تشبیہات، استعارات اور تراکیب نے جگہ پائی اور اس طرح اردو زبان وشاعری اور نظم گوئی میں نئے تخلیقی امکانات پیدا ہوئے۔

ہو میرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

یہ نظم جوکہ خدا سے مانگی گئی ایک دعا ہے اس میں بھی اس قسم کے شعر ہونے کے پس پشت اقبالؔ کا وہ لافانی جذبہ کارفرما ہے جو وطن پر قربان ہوجانے کی اور اپنے ملک کو جنت نشان بنانے کی طرف راغب کرتا ہے اور 'ترانۂ ہندی' کی مثال تو بے مثال ہے:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا — ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

سادہ زبان اور سلیس اندازِ بیان میں یہ نظم اپنے منفرد موضوع پر ایسا شاندار نمونہ ہے کہ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی ایسی مترنم نظم کی مثال مشکل سے ملے گی۔یہ وہ شاہکار ہے جس کے لئے اقبالؔ کا نام ہندوستان کے بچے بچے اور غیر اردوداں حضرات کی زبان پر بھی چڑھ گیا ہے۔اقبالؔ اپنے ملک وقوم کے دکھ درد سے شدید طور پر متاثر تھے، ان کی قومی و وطنی شاعری محض رسمی نہیں ہے اور نہ ان کے جذبات وخیالات محض فرضی اور خیالی تھے بلکہ ان میں ایک آفاقی اور غیر فانی صداقت موجود تھی۔

ابتدائی دور کی طرح اپنے آخری زمانے کے کلام میں بھی کہیں کہیں ہندوستان سے اپنی محبت اور اس کی آزادی کے جذبات کی عکاسی اقبالؔ کی نظموں میں ملتی ہے لیکن یہ محبت اسی فطری جذبے پر مبنی ہے جو انسانیت کی قدرِ مشترک ہے یہ محبت اس واسطے نہیں کہ دوسروں نے نفرت کی جائے۔اپنی نظم 'شعاعِ امید' میں مشرق کی عام بدحالی، بے عملی اور تاریکی کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کی شوخ کرن سے اس طرح اپنی امیدیں وابستہ کرتے ہیں:

اقبال کی نظموں میں حب الوطنی کے عناصر

اسرار اللہ انصاری

اقبال کی شاعری کا آغاز ایسے وقت میں ہوتا ہے جب کہ مشرقی اقوام پر غفلت اور موت کی سی کیفیت طاری تھی۔ مشرقی عوام ذوقِ عمل سے محروم ہوگئی تھی اور مغرب کا سیلاب اُمڈ چلا آ رہا تھا۔ ہندوستان کی یہ حالت تھی کہ ہندو اپنے مذہب کا پیغام فراموش کر چکے تھے اور کچھ یہی حال مسلمانوں کا بھی تھا، وہ اسلامی تعلیمات سے کافی دور ہو چکے تھے۔ اس پر مزید شرمندگی یہ کہ وہ انگریزوں کی غلامی میں گرفتار تھے۔ اقبالؔ نے ان تمام باتوں کے خلاف اپنی شاعری کے ذریعے اعلانِ جنگ کیا۔ اقبالؔ اردو زبان کا وہ پہلا شاعر ہے جس نے سب سے پہلے دنیا کے تمام فلسفیوں کا بغور مطالعہ کیا اور اس سے روشنی حاصل کر کے عظیم شاعری کا وہ نمونہ پیش کیا جس پر کوئی بھی زبان بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ اقبالؔ ایک ایسا شاعر ہے جو اردو یا صرف ہندوستان کا ہی شاعر نہیں بلکہ تمام عالم اور پوری انسانیت کا شاعر ہے۔

آل احمد سرورؔ کا ارشاد ہے کہ:

> ''یوروپ جانے سے پہلے ان کی شاعری میں رومانیت، لفظ تراشی اور ایک اضطراب و جستجو ہے۔ مغربی تعلیم نے انہیں قومیت اور وطنیت کے اس نئے بت کی پرستش سکھائی جسے سرمایہ داری نے جنم دیا تھا، لیکن جو جذبہ حب وطن کا ایک فکری عنصر بھی رکھتا تھا۔''

اقبالؔ کی شاعری میں خودی، بیخودی، عمل، عشق و محبت، فلسفہ اور حب الوطنی جیسے جلوۂ صد رنگ ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ الغرض اس وقت ہمیں شاعری کی حب الوطنی پر بات کرنا ہے۔ لہٰذا اس جز و کی تلاش کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اقبالؔ کی نظموں میں وطن سے محبت کی پہلی نشاندہی نظم 'ہمالہ' کے روپ میں ملتی ہے، جس میں وہ ہمالہ کو وطن کا محافظ قرار دیتے ہیں:

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

بیسویں صدی کے پہلے سال میں گویا یہ نظم ہندوستان کو خراجِ عقیدت ہے اس نظم میں ہندوستان کی عظمت کے مختلف پہلوؤں کو دریافت کر کے وطن دوستی کے جذبات کو گہرائی و گیرائی عطا کی گئی۔ اس کے علاوہ 'تصویرِ درد'، 'نالۂ یتیم'، 'بچے کی دعا'، 'قومی ترانہ'، اور 'نانک' وغیرہ نظموں کے ذریعہ بھی قومی اتحاد، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، ملک و قوم کی آزادی اور وطن دوستی کے تصورات کو فلسفیانہ اساس فراہم کر کے عوام و خواص کے دلوں میں ہر قسم کی غلامی و استحصال سے نفرت اور استقلال اور آزادی کے لئے ناقابلِ تسخیر جوش و جذبہ پیدا کیا گیا ہے، نیز اپنے فکر و فن کے کینوس کی وسعت کی وجہ سے ہندوستان کے ساتھ ساتھ پورے ایشیاء کے باشندوں کے دلوں میں آزادی کے ساتھ خودداری، بیداری اور وطن سے محبت کی لہر دوڑانے کی کامیاب کوشش شاعر نے کی ہے۔

اس طرح نظم 'تصویرِ درد' بھی پوری طرح وطن پروری سے بھری ہوئی ہے۔ یہ ایک طرح سے وطن کا مرثیہ ہے جو درد و اثر سے مملو ہے۔ اس کے پہلے بند میں ہی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ وطنیت سے لبریز جذبات کا کس قدر شاعرانہ اظہار ہے، صرف جذبات ہی نہیں اس میں تخیل اور حسن کی بھی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ شعر ہے:

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

ٹپک اے شمع! آنسو بن کے پروانوں کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں حسرت بھری ہے داستاں میری

شکایتوں کا پٹارہ کھول دیا۔ بھائی یہ کیا بات ہوئی کہ اس عمر میں تم نے بھابھی کے کہنے سے ماں کو الگ کر دیا۔ بھابھی تو بالکل ہی بدل گئیں۔ کل تک خالہ خالہ کی رٹ لگائے رہنے والی بہو کیا بنی کہ ساس اتنی بری ہو گئیں کہ انہیں الگ کر دیا۔ بھائی تم نے بھی بھابھی کا ہی ساتھ دیا۔ سوچا تو ہوتا کہ ماں کے دل پر کیا گزرے گی۔ کیا اسی لئے انھوں نے آپ کی شادی کی تھی؟

منصوبے کے مطابق میری بیوی بالکل خاموش رہی تو بہنیں اور چڑھ گئیں اور بولیں دیکھو تو کیسی گونگی بنی بیٹھی ہے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ صورت اتنی بھولی بھالی اور گن ایسے کہ شیطان بھی ہار جائے۔ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں والدہ صاحبہ بھی وہاں آ گئیں اور نمک مرچ لگا کر روداد غم سنانے لگیں۔ میں نے انہیں روکتے ہوئے کہا کہ آپ ذرا دیر خاموش رہیں مجھے اپنی بہنوں سے ایک سوال پوچھنا ہے۔ بتاؤ تمہاری ساس حیات ہیں؟ سب بہنوں کا جواب تھا ہاں۔ میں نے پھر سوال کیا کہ تمہاری ساس تمہارے ساتھ رہ رہی ہیں۔ اب کسی نے جواب نہ دیا۔ میں نے پھر کہا بتاؤ۔ سب نے جوابًا کہا ''نہیں'' میں نے کہا ''کیوں''؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب میں نے والدہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آپ ہی بتا دیجئے ایسا کیوں ہوا؟ اس وقت آپ نے اپنی بیٹیوں کو یہ درس کیوں نہیں دیا تھا کہ ساس کے ساتھ رہو۔ ان کی خدمت کرو۔ اس وقت تو آپ کا سینہ فخر سے اونچا ہو گیا تھا کہ آپ کی تعلیم کارگر ہوئی۔ آپ کی بیٹیوں نے یہ تک گوارہ نہ کیا کہ وہ ساس کے گھر میں رہیں۔ مگر آپ کی بہو تو آپ کے ساتھ رہنے کو تیار ہے وہ آپ کے بیٹے کو کہیں الگ نہیں لے جا رہی ہے۔ نہ وہ رویہ اپنا رہی ہے جو آپ نے اپنی ساس کے ساتھ روا رکھا تھا۔ اب اگر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ نے رنگ بدلا ہے تو آپ پریشان کیوں ہیں۔ آپ کی بہو کی بس اتنی شرط ہے کہ اگر آپ کی بیٹیاں اپنی سسرال میں رہ کر ساس کی خدمت کریں تو وہ بھی آپ کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ میری کھری کھری باتیں سن کر سب خاموشی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے کیونکہ ان کے پاس میری باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ ان لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھ کر ہم دونوں صرف مسکرا کر رہ گئے۔

چکن شاپی، نظیر آباد، لکھنؤ۔۲۲۶۰۱۸ موبائل: ۹۴۵۲۴۸۲۱۵۹

غزلیں

خورشید بھارتی

وصل کی شب سے جل گیا سورج
چاند تارے نگل گیا سورج
ہم سے کرنیں خفا خفا سی ہیں
چال کیسی یہ چل گیا سورج
ڈھلتے وقتوں میں میرا ساتھی تھا
جب چڑھا تو بدل گیا سورج
تیری فرقت کے سرد موسم میں
دھوپ یادوں کی مل گیا سورج
دیکھ کر بادلوں کی جانبازی
دل ہی دل میں دہل گیا سورج
مور خورشید پنکھ پھیلائے
بادلوں میں پگھل گیا سورج

ذکر مرا گفتگو میں مختصر آ ہی گیا
بھیڑ میں چہروں کی آخر میں نظر آ ہی گیا
ایک مدت سے میں آمد کا تھا جس کی منتظر
خوش نصیبی ہے مری وہ میرے گھر آ ہی گیا
فیصلہ ترکِ تعلق کا تو تھا ان کا مگر
وقت کا الزام لیکن مرے سر آ ہی گیا
جس پرندے کو بڑا ہی ناز تھا پرواز پر
وقت کی ٹھوکر سے وہ دیوار پر آ ہی گیا
مجھ سے اے خورشید یہ کہنے لگے اہل سخن
شعر گوئی کا تجھے بھی اب ہنر آ ہی گیا

سول لائین، گوسائی تالاب، پوسٹ صدر، مرزاپور ۲۳۱۰۰۱، یو۔ پی۔

کیا بک رہے ہو۔ میں نے کہا چل کر دیکھئے تو؟ جب انھوں نے میری بات کو سچ پایا تو چلاّ نے لگیں۔تو ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں لے گیا؟ مار ڈالا اپنے باپ کو۔ بہنیں بھی بین کرتے ہوئے مجھے ہی کوستی رہیں۔ میں خاموش رہا۔ پھر باہر نکل آیا۔ محلے کے لوگوں، رشتہ داروں اور والد کے دوستوں کواسکی اطلاع دی۔تمام لوگوں کی موجودگی میں نم آنکھوں کے ساتھ انھیں ان کی آخری آرام گاہ تک پہونچا دیا گیا۔والد صاحب کے دوستوں کا حلقہ وسیع تھا چند دن تک تعزیت کرنے والوں کا آنا جانا رہا پھر زندگی اپنی پٹری پر آ گئی۔

والد صاحب کے دفتر کے ساتھیوں نے ان کے مخلصانہ اور مشفقانہ رویوں کا حق اس طرح ادا کیا کہ والدہ صاحبہ کی پنشن وغیرہ کے مراحل جلد طے کر دیئے۔ فنڈ، گریجوٹی اور بیمہ کی رقم کی ادائیگی کو بھی جلد سے جلد ممکن بنا دیا۔ والدہ صاحبہ کو تمام رقم مل گئی جو لاکھوں میں تھی۔ جب والد صاحب کی جگہ پر ملازمت کا سوال اٹھا تو مجبوری میں والدہ صاحبہ نے میرے لئے ہاں کی۔ کیونکہ میرے علاوہ کوئی اس لائق نہ تھا۔اس احسان کے بدلے انھوں نے مجھ پر بھی والد مرحوم کی طرح شکنجہ کسنا چاہا اور اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہا۔مگر چونکہ میں پہلے ہی ان سے بیزار تھا اس لئے یہ ممکن نہ ہوسکا۔ میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اب گھر کے تمام اخراجات میں خود دیکھوں گا۔اس کے ساتھ میں نے دادی جان کی دیکھ بھال خود کرنا شروع کر دی مگر والد صاحب کے انتقال سے دادی جان کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ بھی تین مہینہ میں ہی راہئی ملک عدم ہوگئیں۔ میرے لئے یہ دوسرا بڑا جھٹکا تھا۔اب گھر میں میرے لئے کوئی دلچسپی نہ تھی مگر دنیاداری کے ناطے والدہ اور بہنوں کے ساتھ رہتا رہا۔ وقت گزرتا رہا۔

خدا کی طرف سے رسّی کچھ ایسی دراز ہوئی کہ جن لڑکیوں کی شادی کے لئے والد مرحوم پریشان تھے۔ان تینوں کی شادیاں ان کے انتقال کے بعد دو سال کے اندر ہوگئیں۔تینوں نے اپنی سسرال میں وہی گل کھلائے۔جس کے بیج والدہ نے ان کے ذہنوں میں بوئے تھے۔سسرال پہونچتے ہی ان لوگوں نے سب سے پہلا کام ساس اور سسر کو کنارے لگانے کا کیا اور اپنے شوہروں پر اس طرح قبضہ کیا کہ وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر الگ مکان میں رہنے پر مجبور ہو گئے۔

بہنوں کی شادی کے بعد سے والدہ صاحبہ یہ چاہ رہی تھیں کہ میں شادی کرلوں تاکہ بہو آ کر ان کی خدمت کرے اور انہیں چولہے چکی کے چکر سے نجات ملے۔ان کی نظر اپنی بہن کی لڑکی پر تھی۔ چونکہ وہ لڑکی مجھے پسند تھی اس لئے میں نے بھی انکار نہ کیا۔دوسری بات یہ تھی کہ میں یہ جانتا تھا کہ وہ میری والدہ کے رویہ کو پسند نہیں کرتی ہے اس لئے مجھے یہ بھی امید تھی کہ شادی کے بعد وہ میرے ساتھ وہ سلوک نہ کریگی جو میری والدہ نے میرے والد کے ساتھ کیا تھا۔ مجھے امید تھی کہ وہ میری طرف داری کرے گی اور میری مرضی کے مطابق چلے گی۔ بہرحال شادی ہوگئی۔ چند ماہ بعد ہی ساس اور بہو میں اختلاف ہونے لگے۔والدہ صاحبہ روز شام میرے سامنے شکایتوں کا دفتر کھولتیں مگر میرے کان پر جوں بھی نہ رینگتی۔آخر پلان کے مطابق ایک دن میں نے والدہ صاحبہ سے کہہ دیا کہ مجھے روز روز کا یہ جھگڑا پسند نہیں۔اگر آپ کی بہو آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میں کیا کروں۔اس لئے میں اپنا انتظام الگ کر لیتا ہوں۔ چونکہ سارا معاملہ منصوبہ بند تھا اس لئے دوسرے دن ہی اس پر عمل بھی ہوگیا۔اب والدہ صاحبہ کے پاس کوئی چارہ نہ بچا اس لئے والدہ صاحبہ نے عادت کے مطابق نئی چال چلی اور اپنی تینوں بیٹیوں کو بہو کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ تم لوگ اپنے بھائی پر دباؤ ڈالو اور قائل کرو کہ بہو کو ساس کی خدمت کرنا چاہئے۔

چونکہ میری بیوی نے سارے معاملات میرے ہی مشورے سے انجام دیئے تھے اس لئے مجھے کوئی فکر نہ تھی۔ ورنہ بہو کی کیا مجال کہ وہ ساس کو الگ کر سکے۔دراصل میں یہ چاہتا تھا کہ والدہ صاحبہ کو یہ احساس ہو جائے کہ ساری زندگی ان کا جو رویہ رہا ہے وہ غلط تھا اور جو تعلیم انھوں نے اپنی لڑکیوں کو دی وہ بھی غلط تھی اور ہر غلط کام کا انجام غلط ہی ہوتا ہے۔اب بہو کے اس قدم سے انہیں پریشانی کیوں ہو رہی ہے؟

بہرحال ایک دن تینوں بہنیں ایک ساتھ گھر پر آفت ناگہانی کی طرح نازل ہوگئیں۔ جب میں شام میں آفس سے لوٹا تو سب نے مجھے گھیر لیا اور

ہمارا سماج

منظور پروانہ

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ایک بات شدت سے محسوس کی کہ میرے گھر میں والدہ کی حکومت ہے۔ میں نے والد صاحب کو والدہ صاحبہ کی کسی بات سے اختلاف کرتے نہیں دیکھا۔ وجہ جو بھی ہو مگر ہوتا ایسا ہی۔ والدہ صاحبہ جو کہہ دیتیں وہی حرف آخر ہوتا۔ ایسا محسوس ہوتا کہ والد محترم صرف ایک بندھی ٹکی زندگی ڈھو رہے ہیں۔ وہ ریاستی سرکار کے ایک محکمہ میں کلرک تھے۔ صبح اٹھنا، ناشتہ کرنا، لنچ باکس لینا اور دفتر چلے جانا۔ دفتر سے شام کو لوٹنا، فریش ہونا، کھانا کھانا اور گھر سے باہر چلے جانا رات گئے تک دوستوں کے ساتھ وقت گزارنا اور پھر آ کر سو جانا یہ تھا ان کا معمولِ زندگی۔ ان کو گھر کی کسی بات سے کوئی مطلب نہ تھا۔ مطلب ہوتا بھی کیوں؟ جب ہر کام والدہ صاحبہ کی مرضی سے ہی ہونا تھا۔ صبح کو ناشتہ کے وقت یا شام کے کھانے کے وقت والدہ صاحبہ ان کو گھر سے متعلق جو اطلاع دیتیں اتنی ہی خبر والد صاحب کو ہوتی۔ اس کے علاوہ انہیں کسی بات کی خبر نہ ہوتی۔ یہاں تک تو پھر بھی ٹھیک تھا مگر دادی جان کے ساتھ والدہ صاحبہ کا جو رویہ تھا اسے دیکھ کر مجھے بہت غصہ آتا۔ کبھی کبھی میں والدہ صاحبہ کے اس رویہ کی شکایت والد صاحب سے کرتا۔ وہ صرف خاموشی سے سب کچھ سن لیتے مگر کبھی والدہ صاحبہ سے باز پرس نہ کرتے۔

دھیرے دھیرے مجھے شدت سے یہ احساس ہونے لگا کہ دادی جان اور والد صاحب مظلوم ہیں اور والدہ صاحبہ ظالم ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ میرا لگاؤ والد صاحب کی طرف زیادہ ہو گیا۔ جبکہ عام طور پر لڑکے والدہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور لڑکیاں والد کو زیادہ چاہتی ہیں۔ مگر میرے گھر میں ایسا نہ تھا۔ میری تینوں بہنوں نے والدہ کا اثر قبول کیا۔ ان کا رویہ بھی والد محترم اور دادی جان کے ساتھ والدہ والا تھا۔ والدہ صاحبہ اور مجھ سے بڑی دو بہنوں نے مجھے بھی اسی راہ پر لگانے کی کوشش کی اور چھوٹی بہن بھی ان لوگوں کی طرفدار بنی رہی۔ مگر میں نے ان کی بات کا اثر قبول نہ کیا۔ بلکہ والد محترم کے نقشِ قدم پر چلتا رہا۔

مجھ سے بڑی بہنوں کی عمریں اس منزل پر پہونچ گئی تھیں جب شادی ضروری ہو جاتی ہے۔ والد صاحب چاہتے تھے کہ کسی طرح شادی ہو جائے۔ کچھ رشتے آئے بھی مگر والدہ صاحبہ کی اونچی پسند کے ساتھ ہی بہنوں کے رویہ کی وجہ سے بات بن نہ سکی۔ والدہ صاحبہ اپنی بیٹیوں کی شادی ایسی جگہ کرنا چاہتی تھیں جہاں وہ جاتے ہی گھر کی مالکن بن جائیں اس لئے وہ ایسا رشتہ ڈھونڈ رہی تھیں۔ جہاں ہونے والے داماد کے علاوہ کسی کا جھگڑا نہ ہو۔ والد صاحب نے ہمت کر کے ایک رشتہ کو منظور کر لینے کی صلاح دی۔ بس والدہ صاحبہ نے بقول شخصے ان کا منھ نوچ لیا۔ ہاں جھونک دو جہنم میں۔ لڑکی سسرال جاتے ہی نوکرانی بن جائے۔ دو نند، دو دیور اور ساس سسر کی غلامی کرے۔ نہیں کرنا مجھے ایسی جگہ شادی۔ ایسی شادی سے کنواری بھلی۔

والد صاحب اندر ہی اندر بہت ٹوٹ رہے تھے۔ ایک دن دفتر سے لوٹے تو خلاف معمول بستر پر لیٹ گئے میں نے خیریت معلوم کی تو بولے طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے ڈاکٹر کو بلانے کے لئے کہا مگر وہ تیار نہ ہوئے۔ میں نے خبر والدہ صاحبہ کو دی تو انھوں نے قدرے تلخی سے جواب دیا ''عمر کا تقاضہ ہے تھکان ہو گئی ہو گی تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جائیں گے''۔ مگر والدہ صاحبہ اور بہنوں کو ان کی خیریت پوچھنے جانے کی توفیق نہ ہوئی۔ دادی جان کو جب میں نے یہ خبر دی تو وہ بے چین ہو کر میرا سہارا لے کر والد صاحب کے پاس گئیں اور خیریت پوچھنی چاہی مگر وہاں خیریت بتانے والا آخر سفر پر روانہ ہو چکا تھا۔ دادی جان بے جان سی ہو کر میری بانہوں میں جھول گئیں۔ میں نے بدقت تمام ان کو ان کے کمرے میں پہونچایا۔ پھر والدہ صاحبہ کو اصل صورت حال بتائی۔ جواب ملا

این-پی-پرائمری اسکول، آر-کے-آشرم مارگ کے ذریعہ سالانہ کھیل کود مقابلے وثقافتی پروگرام کا انعقاد

این-پی-پرائمری اسکول، آر-کے-آشرم مارگ کے ذریعہ سالانہ کھیل کود مقابلے وثقافتی پروگرام کا انعقاد مورخہ 23 دسمبر 2014ء کو کیا گیا۔ پروگرام کے مہمانِ خصوصی کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو نے بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کا کھیل کود وجسمانی تعلیم میں ماہر ہونا صحت و محفوظ مستقبل کے لئے بہت ضروری ہے۔ پروگرام میں کونسل کے صدر کے ذریعہ کھیل کود، جسمانی تعلیم وثقافتی مقابلوں میں کامیاب طلباء وطالبات کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ پروگرام سے قبل نئی دہلی میونسپل کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو نے این-پی-پرائمری اسکول، آر-کے-آشرم مارگ میں نئی تعمیر شدہ لائبریری اور کمپیوٹر روم بلڈنگ کا فیتہ کاٹ کر افتتاح کیا۔ پروگرام کے اختتام پر محترمہ رما جوشی، پرنسپل، این-پی-پرائمری اسکول، آر-کے-آشرم مارگ نے مہمان خصوصی جناب جلج شریواستو و دیگر موجود مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر محکمۂ تعلیم کے افسران، اساتذہ اور کافی تعداد میں طلباء وطالبات موجود تھے۔

محکمۂ چیف آڈٹ کے ذریعہ دوروزہ سیمنار کا انعقاد

محکمۂ چیف آڈٹ کے ذریعہ مورخہ 30-31 اکتوبر 2014 کو کونسل آڈیٹوریم میں ''آڈٹ نظام'' موضوع پر دو روزہ سیمنار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمنار کا افتتاح و اختتام محترمہ ورشا تیواری، چیف آڈیٹر کے ذریعہ کیا گیا۔ سیمنار میں جناب جے۔جے۔آر یہ، نائب چیف آڈیٹر، جناب وی۔کے۔ہسیجا، نائب مالی صلاح کار، محترمہ ہرش اروڑہ، اکاؤنٹ آفیسر و جناب رام سنگھ، اکاؤنٹ افسر نے مختلف موضوعوں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ Trainees نے پروگرام کی بہت تعریف کی۔

نئی دہلی میونسپل کونسل نے پھولوں کی نمائش میں 110 انعامات جیتے

نئی دہلی میونسپل کونسل کے محکمۂ باغبانی (Department of Horticulture) نے 8 دسمبر 2014ء کو YMCA میں منعقد گلوں کی نمائش میں 110 انعامات جیتے۔ محکمہ نے 110 مقابلوں میں حصہ لیا تھا۔ نئی دہلی میونسپل کونسل نے 43 اوّل، 55 دوم اور 13 سوم انعامات کے علاوہ پرنس آف شو (Prince of Show) اور ٹرے گارڈن کی اہم ٹرافی بھی جیتی۔

کونسل کی سرگرمیاں

ہنومان لین پر بیت الخلاء یونٹ کا افتتاح

جناب وینکیا نائڈو نے 3 جنوری 2015ء کو صبح ہنومان لین (کناٹ پلیس) پر ایک عوامی بیت الخلاء یونٹ کا بھی افتتاح کیا۔ اس یونٹ کو نئی دہلی میونسپل کونسل کے ذریعہ عوامی ذاتی بھاگیداری (PPP) کے تحت قائم کیا گیا ہے۔ اس بھاگیداری میں میونسپل کونسل کو کوئی مالی خرچہ نہیں کرنا ہوگا بلکہ اس سے میونسپل کونسل کو تقریباً 4 کروڑ روپوں کی ہر سال آمدنی ہوگی۔

اس موقع پر نئی دہلی میونسپل کونسل کے نائب صدر جناب کرن سنگھ تنور نے میونسپل کونسل کے ذریعہ سُوچھ بھارت مشن کو کامیاب بنانے کی سمت میں کی جارہی کوششوں کی تعریف کی اور عوام کو اس سے جڑنے کی بھی اپیل کی۔ اس افتتاحی پروگرام میں مرکزی شہری ترقی وزارت کے علاوہ سکریٹری ڈی-ایس-مشرا، میونسپل کونسل کے رکن جناب بی-ایس-بھاٹی، سکریٹری جناب نکھل کمار، اعلیٰ افسران اور مارکیٹ ور ہائشی ایسوسی ایشن کے ممبران بھی موجود تھے۔

حیاتیاتی کوڑے کو کھاد میں تبدیل کرنے والے نظام کا افتتاح

مرکزی شہری ترقی کے وزیر جناب وینکیا نائڈو نے 3 جنوری 2015ء کو نئی دہلی میونسپل کونسل کے ذریعہ قائم حیاتیاتی کوڑے کو کھاد میں بدلنے کے نظام کا مالچہ مارگ مارکیٹ، چانکیہ پوری میں افتتاح کیا۔ یہ نظام ہوٹلوں اور دوسرے کھادا داروں کے ہر طرح کے حیاتیاتی کوڑے کو باغبانی اور زراعت میں استعمال ہونے والی کھاد میں تبدیل کرے گا۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں جناب وینکیا نائڈو نے میونسپل کونسل کے ذریعہ نئی تکنیک سے کوڑے کو ماحولیات کے مطابق حل کرنے کے نظام کو قائم کرنے کی تعریف کی اور کہا کہ مرکزی شہری ترقی وزارت اب وزارتِ سیّاحت کو لکھے گا کہ اس نظام کو ملک کے تمام پانچ اور چار ستارہ ہوٹلوں کے ساتھ ساتھ دوسرے کھادا داروں میں بھی قائم کرنے کے لئے لازم قرار دے۔

جناب نائڈو نے کہا کہ نئی دہلی میونسپل کونسل ملک کی دارالحکومت کا دل ہے جو اپنے حلقہ میں اچھے معیار کے ساتھ صفائی اور صحت فراہم کرنے کے لئے پابند ہے۔ اور اس ہدف کو طے شدہ وقت میں مکمل کرنے کے لئے میونسپل کونسل کی تعریف کی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ میونسپل کونسل اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے کئی پہلوؤں پر ایک ساتھ کام کر رہی ہے جن میں جھگی جھوپڑیوں میں کمیونٹی حیاتیاتی بیت الخلاؤں کی تعمیر کرنا بھی شامل ہے۔ یہ منصوبہ وزیرِ اعظم ہند کے ذریعہ چلائے جا رہے ''سوچھ بھارت مشن'' کی سمت میں ہی نئی دہلی میونسپل کونسل کا ایک بڑھتا ہوا قدم ہے۔

یہ نظام کوڑے کو اکٹھا کرنے کی لاگت، نقل و حمل پر اس کے دباؤ کو کم کرے گا۔ یہ ہوا، پانی اور آواز کی آلودگی کو کم کرنے میں بھی مددگار ہوگا۔ جناب نائڈو نے عوام سے اپیل کی کہ وہ سوچھ بھارت مشن سے ایک سماجی تحریک کے طور پر جڑیں اور ہندوستان کو ایک صاف اور تندرست ملک بنائیں۔ اپنی استقبالیہ تقریر میں نئی دہلی میونسپل کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو نے کہا کہ حیاتیاتی کوڑے کو کھاد میں تبدیل کرنے کے اس نظام سے اب پرانے نظام کا خاتمہ ہو جائے گا جس میں کوڑے کو جگہ جگہ سے اکٹھا کر کے وہاں سے پاس کے کسی کوڑے گھر تک پہنچایا جاتا تھا۔ یہ نظام ایک پائلٹ پروجیکٹ کے طور پر میونسپل کونسل کے حلقہ میں ہی سب سے پہلے شروع کیا گیا ہے۔ اس نظام میں پلانٹ کے ذریعہ 24 گھنٹوں میں حیاتیاتی کوڑے کو کھاد میں تبدیل کیا جا سکے گا۔ اس طرح کے دو پلانٹ ونے مارگ واقع پی-ایس-او-آئی اور مالچہ مارگ مارکیٹ میں قائم کئے گئے ہیں۔

کونسل کی سرگرمیاں

پالیکا گرلز ہوسٹل کا افتتاح

خواتین وبچوں کے بہبود کی مرکزی وزیر محترمہ مینکا سنجے گاندھی نے 18 دسمبر 2014ء کو نیتا جی نگر واقع نئی دہلی میونسپل کونسل کے خواتین تکنیکی ادارے میں پالیکا گرلز ہوسٹل کا افتتاح کیا۔ نئی دہلی کی ممبر پارلیمنٹ ونئی دہلی میونسپل کونسل کی رکن محترمہ میناکشی لیکھی نے اس پروگرام کی صدارت کی۔ اس موقع پر کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو ، نائب صدر جناب کرن سنگھ تنور وسیکریٹری جناب نکھل کمار بھی دیگر اعلیٰ افسران وطلبا کے ساتھ موجود تھے۔

اس پالیکا گرلز ہوسٹل کو خواتین تکنیکی ادارے کی موجودہ عمارت میں ہی تقریباً 50 لاکھ روپوں کی لاگت سے بنایا گیا ہے۔ اس ہوسٹل کو تین کمروں اور ایک باورچی خانہ کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ یہ ہوسٹل ڈورمیٹری طرز پر تیار کیا گیا ہے۔ اسمیں 50 بستروں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہاں بنیادی سہولیات بھی مہیا کرائی گئی ہیں۔ اس موقع پر محترمہ مینکا سنجے گاندھی نے نئی دھلی میونسپل کونسل کے اس کوشش کی تعریف کی۔ انھوں نے کہا کہ وہ جلد ہی خواتین کے لئے ایک ٹیکسی اور آٹو ڈرائیور خدمات بھی شروع کرنے والی ہیں۔ انھوں نے یہ بتایا کہ نئی دہلی مسونسپل کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو نے ایسی خواتین ڈرائیوروں کو اسی خواتین تکنیکی ادارے نیتا جی نگر میں ٹریننگ دینے کا بھروسہ دلایا ہے۔

محترمہ میناکشی لیکھی نے اس موقع پر کہا کہ میونسپل کونسل جیسے سرکاری ادارے ضرورتمند لڑکیوں کو محفوظ سرپرستی فراہم کرنے کے لئے آگے آرہے ہیں، یہ اچھی کوشش ہے۔ اس موقع پر نئی دہلی میونسپل کونسل کے صدر جناب جلج شریواستوں نے بتایا کہ جولڑکیاں میونسپل کونسل کے علاقہ یا دہلی کے کسی بھی اسکول میں تعلیمی میدان میں اچھی کارکردگی پیش کررہی ہیں اور جنکے رہنے کے لئے دہلی میں کوئی جگہ نہیں ہے انکو اس ہوسٹل میں تمام سہولیات مہیا کرائی جائیں گی اس طرح کا یہ دہلی میں پہلا ہوسٹل ہے۔ مستقبل میں ابھی ایسے مزید ہوسٹل بنائے جائیں گے۔

کونسل کی سرگرمیاں

سائنس میلے کا افتتاح

نئی دہلی میونسپل کونسل کے سیکریٹری جناب نکھل کمار نے 17 دسمبر 2014ء کو این-پی-بنگالی گرلز سینئر سکنڈری اسکول، گول مارکیٹ میں منعقد میونسپل کونسل اسکولوں کے سہ روزہ سائنس میلے کا افتتاح کیا۔

اس سال سائنس میلے کا موضوع ''عالم میں خواتین سائنٹسٹ'' رکھا گیا ہے۔اس میں لگائی گئی نمائش کے تحت 238 سے زیادہ ماڈل پیش گئے گئے۔جنھیں چار شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ان میں سائنس کے 72، کام کا تجربہ کے 21، نرسری نمائش میں 100 اور ریاضی کے 45 ماڈل لگائے گئے ہیں اس نمائش کے ذریعہ یہاں طلباء وطالبات کو اپنی سائنسی قابلیت کو اجاگر کرنے کا ایک فورم ملتا ہے، میونسپل سیکریٹری جناب نکھل کمار نے اس موقع پر طلباء کو خطاب کرتے ہوئے متنوع موضوعوں کے ماڈل اور پروجیکٹ کو تیار کرنے میں بچوں کے ذریعہ دکھائی گئی قابلیت و جوش کو سراہا اور کہا کہ سائنس میلہ نہ صرف سائنسی مہارت کو ترقی دیتا ہے بلکہ بچوں کو تکنیک سے متعلق نئے نئے خیالات آپس میں بانٹنے کا بھی موقع فراہم کرتا ہے انھوں نے یہ بھی کہا کہ بچے اور اساتذہ مل کر سماج میں سائنسی سوچ کو ترقی دیں جس سے سماج کی برائیوں کو سائنسی سوچ کے ساتھ دور کیا جا سکے۔

اس نمائش میں میونسپل کونسل کے 60 اسکولوں کے تقریباً 600 طلباء اور طالبات نے حصہ لیا تھا جسمیں نو یگ اسکول وایڈیڈ اسکولوں کے طلباء بھی شامل تھے۔ یہ سائنس میلہ عام پبلک اور بچوں کے لئے مورخہ 18 و 19 دسمبر 2014ء کو صبح 10 بجے سے دوپہر 3 بجے تک کھلا رہا۔اس موقع پر میونسپل کونسل کی ڈاریکٹر (تعلیم) محترمہ ودوشی چترویدی، دیگر اعلیٰ افسران، میونسپل کونسل کے اسکولوں اور نو یگ اسکولوں کے اساتذہ اور طلباء وطالبات بھی موجود تھے۔ مورخہ 19 دسمبر 2014ء کو سیکریٹری صاحب نے اس میلے میں 60 طلباء کو انعام سے نوازا۔

کونسل کی سرگرمیاں

جھگی جھوپڑی میں رہنے والوں کے لئے خاص ہیلتھ چیک اپ کیمپ

نئی دہلی کی ممبر پارلیمنٹ ونئی دہلی میونسپل کونسل کی رکن محترمہ میناکشی لیکھی نے 22 نومبر 2014ء کو جھگی جھوپڑیوں ریس کورس جے-جے-کلسٹر ، بھیّا رام کیمپ میں نئی دہلی میونسپل کونسل کے ذریعہ منعقد ایک خاص ہیلتھ چیک اپ کیمپ کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر نئی دہلی میونسپل کونسل کی صدر محترمہ شکنتلا ڈی-گیملن ،میونسپل کونسل کے رکن جناب بی-ایس۔ بھاٹی اور دیگر اعلیٰ افسران موجود تھے۔

نئی دہلی میونسپل کونسل کے ہیلتھ ڈپارٹمنٹ سے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم اور ہیلتھ اسٹاف کو کیمپ میں تقرر کیا گیا۔کیمپ میں آنے والوں کی دانتوں کی جانچ ،آنکھوں کی جانچ ،ناک کان گلا جانچ ،5 سال تک کے بچوں کو ٹیکہ لگانا و لیب جانچ جیسے ہومیوگلوبین ،ذیابطس وغذائیت کی جانچ اس کیمپ کی اہم خصوصیات تھیں ۔ جے جے۔کلسٹر میں رہنے والے تمام لوگوں کو زندگی گزارنے کے طور طریقوں کو سدھارنے کے لئے کئی اقدمات کئے گئے ہیں۔جس کے ساتھ ساتھ نئی تکنیکوں کا استعمال بھی شامل ہے۔اس میں (ڈی-آر-ڈی-او) کے ذریعہ تیار کردہ حیاتیاتی بیت الخلاؤں کا قیام بھی شامل ہے۔ اس سے قبل بھی نئی دہلی میونسپل کونسل نے 6 ہیلتھ چیک اپ کیمپوں کا نئی دہلی میونسپل کونسل کے جے-جے-کلسٹرس میں انعقاد کیا تھا۔

کونسل کی سرگرمیاں

کناٹ پلیس میں مفت وائی فائی خدمات کا افتتاح

نئی دہلی کی ممبر پارلیمنٹ محترمہ میناکشی لیکھی نے مورخہ 16 نومبر 2014ء کو کناٹ پلیس میں نئی دہلی میونسپل کونسل کی مفت وائی-فائی خدمات کا افتتاح کیا۔اس موقع پر وزارتِ مرکزی شہری ترقی کے سیکریٹری ڈاکٹر شنکر اگروال، نئی دہلی میونسپل کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو، نائب صدر جناب کرن سنگھ تنور اور اعلیٰ افسران موجود تھے۔

محترمہ میناکشی لیکھی نے نئی دہلی میونسپل کونسل کی اس کوشش کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم کے ذریعہ ''ڈیجٹل بھارت'' کی سمت میں یہ ایک اہم قدم ہے۔انھوں نے کہا کہ وائی-فائی کنیکٹوِٹی (connectivity) سے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے جڑینگے اور اس سے عوام معلومات سے مزید طاقتور ہوگی۔ انھوں نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کناٹ پلیس سے لے کر اندرا گاندھی ہوائی اڈّے تک وائی-فائی کنیکٹوِٹی ہونی چاہئے۔

میونسپل کونسل کے صدر جناب جلج شریواستو نے اس موقع پر کہا کہ نئی دہلی میونسپل کونسل ہندوستان میں پہلی ایسی نگر پالیکا ہوگئی ہے جہاں وائی-فائی زون ہے۔انھوں نے کہا کہ اب یہاں کے شہری اور مہمان کنیکٹوٹی (Connectivity) اور معلومات سے فیضیاب ہونگے۔

مرکزی شہری ترقی کے سیکریٹری جناب ڈاکٹر شنکر اگروال نے کہا کہ وزیرِ اعظم ہند کے ''اسمارٹ سٹی ویژن'' کے تحت 100 شہروں کو اسمارٹ سٹی کے طور پر تیار کئے جانے کا ہدف ہے۔انھوں نے مزید کہا کہ میونسپل کونسل کے ذریعہ اٹھایا گیا یہ قدم وزیرِ اعظم کے اسمارٹ سٹی ویژن کے تحت اٹھایا گیا ایک اہم قدم ہے۔

اس موقع پر میونسپل کونسل کے نائب صدر جناب کرن سنگھ تنور نے میونسپل کونسل کی اس کوشش کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے عوام کو فائدہ پہونچے گا۔ یہ عوامی وائی-فائی سہولت میونسپل کونسل میں اب تک دوسری ہے۔اس سے قبل اسی سال جولائی ماہ میں خان مارکیٹ میں میونسپل کونسل کے ذریعہ اس وائی-فائی خدمات کا سب سے پہلے افتتاح کیا جا چکا ہے۔

اس وائی-فائی خدمات کو مہیا کرانے والی کمپنی ٹاٹا ڈوکومو کے منتظم ڈاریکٹر جناب این شرینا تھ نے نئی دہلی میونسپل کونسل کے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ نئی دہلی میونسپل کونسل نے انھیں دہلی کے سب سے بھیڑ بھاڑ والے اور اہم بازار کناٹ پلیس میں اس سہولت کو لاگو کرنے کا موقع دیا۔

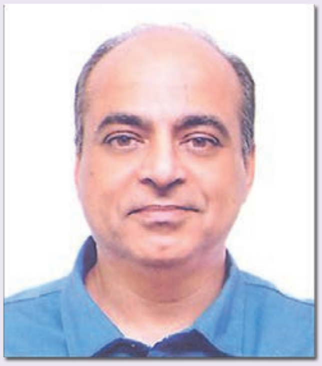

پیارے ساتھیوں اورنئی دھلی میونسپل کونسل کے اہلِ خانہ

وزیرِ اعظم ہند کی ہدایات کے مطابق ہمارے ملک کے 100 شہروں میں ڈی-ای-ایل-پی منصوبے کا افتتاح مورخہ 5 رجنوری 2015ء کو وزیرِ توانائی کی موجودگی میں عالیجناب وزیرِ اعظم کے ذریعہ کیا گیا۔ اس منصوبہ کے تحت تمام گھروں میں روایتی ٹیوب لائٹ، بلب اورسی ایف ایل کی جگہ انتہائی جدید ایل ای ڈی بلب لگائے جائیں گے جن کی میعادنہ صرف 15 سالوں تک رہے گی بلکہ 40یا60 واٹ کی جگہ محض 7 واٹ کی بجلی خرچ ہوگی۔ اس کے استعمال سے صارفین کواور ملک کوبجلی کی بچت کرنے میں بہت مدد ملے گی۔

وزیرِ اعظم نے اپنے خطاب میں کسی دوسرے طرح کے تحفہ کی جگہ ایل ای ڈی بلبوں کوتحفہ کے طور پر دینے کی حوصلہ افزائی کی۔لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس سال ہولی کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنے کے بجائے نئی دہلی میونسپل کونسل کی جانب سے تمام ملازمین کواتنی ہی رقم کے ایل ای ڈی بلب تقسیم کئے جائیں۔اس سے صرف ایک وقت کے یا ایک دن کے لئے اپنے منہ کے ذائقہ یا جسمانی راحت کی جگہ پر ہم سب اپنے اہلِ خانہ سمیت 15 سالوں تک اپنے گھروں میں روشنی رکھ پائیں گے اوراپنے گھریلو خرچ میں بچت کے ساتھ ساتھ قومی توانائی بچت(National Energy Saving) میں اپنا تعاون دینے کے حصہ دار بنیں گے۔

پچھلے سال ہولی کے موقع پر تمام مستقل، ریگولر/ عارضی(RMR/TMR) اور کنٹریکٹ ملازمین کومٹھائی تقسیم کرنے پر 94 لاکھ روپے کی رقم خرچ ہوئی تھی۔ہم نے اتنی ہی رقم کے ایل ای ڈی بلبوں کا انتظام کیا ہے جس سے ہولی سے پہلے ہی آپ سب اپنے گھروں میں روشنی کی کرنوں کے ساتھ خوشحالی کا احساس کریں گے۔ہماری اس پہل کو جوملک میں اس طرح کی پہلی کوشش ہوگی ہم نے ''مشن پالیکا نوجیوتی'' کا نام دیا ہے۔

مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری بجلی بچت وروشن رہنے کی پہل میں آپ سب برابر کے شریک ہونگے اور نئی دہلی میونسپل کونسل ہمیشہ کی طرح قوم کی تعمیر میں آگے رہے گی۔

अलज श्रीवास्तव

(جلج شریواستو)

نئی دلّی میونسپل کونسل

NDMC

پالیکا سماچار

نئی دہلی
پالیکا سماچار

☆ جلد......۳۸ ☆ شمارہ......۱-۲ ☆ دوماہی ☆ جنوری،فروری ۲۰۱۵ء

اس شمارہ میں

......☆ اداریہ ☆......

اداریہ:			۱
تعارف:			۳
شخصیات وادبیات:	اقبال کی نظموں میں حب الوطنی کے عناصر	اسرار اللہ انصاری	۱۵
کہانیاں/افسانے	ہمارا سماج آپریشن اٹھارہ سال بعد	منظور پروانہ اقبال کلیمی سہرامی سید قطب الدین عالم	۱۲ ۱۹ ۲۲
خطوط	''آپ کے خطوط''	ادارہ	۲۴
خبرنامہ		ادارہ	۴تا۱۱

❖ غزلیات ❖

خورشید بھارتی......۱۴

ظفر علی ظفر......۱۸

سید قطب الدین عالم 'طلعت'......۲۱

نفیس انصاری......۲۳

''تحریروں میں اظہارِ خیال مصنفین کے اپنے ہیں۔ اِس سے ادارتی بورڈ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ مدیر کو اِن تحریروں میں اصلاح اور قطع وبرید کا پورا حق ہے۔ اِن خیالات پر کسی طرح کے اعتراضات کا حق مصنفوں کا ہی ہے اور کسی بھی تنازعہ کی قانونی چارہ جوئی دلّی کی عدالت میں ہوگی۔'' (مدیر)

پالیکا سماچار

نئی دلّی میونسپل کونسل

☆ ادارتی بورڈ ☆

جلد ۳۸۔ دوماہی۔ شمارہ ۱-۲ جنوری، فروری ۲۰۱۵ء

سرپرست

جلج شریواستو

☆☆

چیف ایڈیٹر

نِکھِل کمار

☆☆

ڈپٹی چیف ایڈیٹر

جگجیون بخشی

☆☆

ایڈیٹر و ناشر

انیتا جوشی

☆☆

تعاون

انیس فاطمہ

سنیتا بوہادیہ

آصف علی

محمد اسلم

☆☆☆

فی شمارہ -/20 روپیہ

سالانہ -/100 روپیہ

پانچ سال کے لیے -/400 روپیہ

ترسیل زر کا پتہ: سکریٹری نئی دلی میونسپل کونسل پالیکا کیندر

پارلیمنٹ اسٹریٹ نئی دلی۔ ۱۱۰۰۰۱

خط و کتابت کا پتہ: ایڈیٹر پالیکا سماچار اردو شعبۂ اردو کمرہ ۱۲۰۹

پالیکا کیندر پارلیمنٹ اسٹریٹ نئی دلی۔ ۱۱۰۰۰۱

فون نمبر: 70/3209 to 41501354

اداریہ

(مدیر کے قلم سے) جنوری، فروری ۲۰۱۵ء

سب سے پہلے میں آپ سب کو سالِ نو 2015ء پر اپنی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حال میں پکے ارادہ کے ساتھ مستقبل کی چنوتیوں (Challanges) کے لئے ہمیشہ تیار رہنا کسی بھی شہری باڈی کے ذریعہ کی گئی ترقی کا معیار مانا جاتا ہے۔ نئی دہلی میونسپل کونسل نے پچھلی 10 دہائیوں میں کئی کامیابیوں کے ساتھ اسے بخوبی نبھایا ہے۔ یہی ہماری ترقی کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

کونسل نے گزشتہ سال اپنے علاقہ کے ہر شہری کو اس کی بنیادی ضروریات کے مطابق سہولیات مہیا کرانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ یہاں یہ قابلِ ذکر ہے کہ کونسل کے ذریعہ وزیرِ اعظم ہند کے ''سُوچھ بھارت مشن'' کے علاوہ کئی منصوبوں کی شروعات کی گئی جس میں کوڑے سے بجلی بنانا، سبز کوڑے کا ماحولیاتی انتظام کرنے کے لئے پلانٹ لگانا، کناٹ پلیس میں مفت وائی فائی خدمات کا افتتاح، حیاتیاتی کوڑے کو کھاد میں تبدیل کرنے والے نظام کی شروعات، جھگی جھوپڑی میں رہنے والوں کے لئے ہیلتھ چیک اَپ کیمپ کا انعقاد، لڑکیوں کے لئے نیتا جی نگر میں ہوسٹل کی تعمیر خاص ہیں۔ گزشتہ سال کونسل کے ملازمین کے لئے بھی کئی فلاحی منصوبے شروع کئے گئے۔

وزیرِ اعظم ہند کے ذریعہ وزیرِ توانائی کی موجودگی میں ملک کے 100 شہروں میں Domestic Efficient Lighting Programme (ڈی-ای-ایل-پی) اسکیم کا 5/جنوری 2015ء کو افتتاح کیا گیا۔ وزیرِ اعظم نے اپنی تقریر میں کسی بھی موقع یا تہوار پر LED بلب بطور تحفہ دینے کے لئے سب کی حوصلہ افزائی کی۔ اس سال کونسل کے ذریعہ ہولی کے مبارک موقع پر ''مشن پالیکا نوجیوتی'' کے تحت اپنے تمام عارضی، مستقل (TMR,RMR) اور کنٹریکٹ پر کام کر رہے ملازمین کو ایل ای ڈی بلب تقسیم کر کے جہاں ان کے گھروں کو روشن کیا جائے گا، وہیں ایل ای ڈی بلبوں کے استعمال سے گھریلو خرچ میں بچت کے ساتھ ساتھ قومی توانائی کی بچت بھی ہوگی۔

ہم سب کا فرض ہے کہ ہم پوری ایمانداری، سخت محنت و آپسی مدد سے اپنے ملک کی ترقی میں مکمل تعاون دیں۔ کونسل اپنے علاقہ کی شہریوں کو عالمی معیار کی خدمات مہیا کرانے میں ہمیشہ پابند رہی ہے۔ امید کرتا ہوں کہ مستقبل میں بھی کونسل اپنی بہترین خدمات مہیا کر کے مثال قائم کرے گی۔

نکھل کمار
چیف ایڈیٹر

"پالیکا سماچار اردو نئی دھلی"، میونسپل کونسل کے لیے انیتا جوشی نے شائع کیا اور نوتن پرنٹرس F/89/12 اوکھلا انڈسٹریل ایریا، فیس 1، نئی دہلی 110020، Tel.:26817055